اہلِ سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
JUNE 2025
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 372
Regd. # MC-1177

تکرارِ سجدۂ سہو نا مشروع ہے، اس مسئلے کی اس قدر منفرد
تشریح وتوضیح صرف اس رسالہ میں ملے گی إن شاء اللہ تعالیٰ!

اَلْاَحْکَامُ الْوَاضِحَہ فِی حُکْمِ سَجْدَۃِ السَّھْوِ النَّاقِصَہ

سجدۂ سہو کا ایک سجدہ کرنے کے اَحکام

مُؤلّف و مُحقّق
مفتی مہتاب احمد قمر نعیمی أدام ظلہ منعمی
(دار الافتاء النور، جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی)

مُصدّق و مُصحّح
شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(شیخ الحدیث جامعۃ النور ورئیس دار الافتاء النور)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

تکرارِ سجدۂ سہو نامشروع ہے، اس مسئلے کی اس قدر منفرد تشریح و توضیح صرف
اس رسالہ میں ملے گی إن شاء اللہ تعالیٰ!

اَلْاَحْکَامُ الواضِحہ فی حُکْمِ سَجدَۃِ السَّھْوِ النّاقِصہ

سجدۂ سہو کا ایک سجدہ کرنے کے اَحکام

مُؤلّف و مُحقّق

مفتی مہتاب احمد قمر نعیمی ادام ظلہ نعیمی

(دارالإفتاء النور، جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) کراچی)

مُصدّق و مُصحّح

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتھم العالیہ

(شیخ الحدیث جامعۃ النور ورئیس دارالإفتاء النور

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)، کراچی)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب	:	اَلْاَحْکَامُ الواضِحَہ فی حُکْمِ سَجدَۃِ السَّھْوِ النَّاقِصَہ
		سجدۂ سہو کا ایک سجدہ کرنے کے احکام
مولف و محقّق	:	مفتی مہتاب احمد قمر نعیمی اَدام ظلّہ مُنعمی
مُصدّق و مصحّح	:	شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مُدظلّہ العالی
سنہِ اشاعت	:	ذوالحجۃ ۱۴۴۶ھ / جون 2025م
ناشر	:	جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی
		فون:021-32439799
خوشخبری	:	www.ishaateislam.org
		پر موجود ہے۔

فہرست

فہرست فتاویٰ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	الانتساب	5
2	پیش لفظ	6
3	تقدیم	9
4	سوال وجواب	13
5	دربارۂ تکرارِ سجدۂ سہو چودہ (14) اِفاداتِ قمریہ	24
6	پہلا اِفادہ: تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے کی وجہِ اوّل	24
7	دوسرا افادہ: تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے کی وجہِ ثانی	25
8	تیسرا اِفادہ: تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے کی وجہِ ثالث	26
9	چوتھا اِفادہ: ایک نماز میں کئی بار سہو ہونے کی صورت میں حکم	27
10	پانچواں اِفادہ: سجدۂ سہو کا محل، نماز کے آخر میں ہونے کی وجہ	28
11	چھٹا اِفادہ: ایک طرف سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کرنے کا حکم	30
12	ساتواں اِفادہ: تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے پر پہلا اِشکال	31
13	آٹھواں اِفادہ: تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے پر دوسرا اِشکال	33
14	نواں اِفادہ: سجدہ سہو میں شک ہونے کی صورت میں حکم	34

15	دسواں اِفادہ: تکرارِ سجدۂ سہو کے بارے میں فقہی و نحوی حکایت	35
16	گیارہواں اِفادہ: تکرارِ نمازِ فرض بھی نامشروع ہے	37
17	بارہواں اِفادہ: تکرارِ نمازِ جنازہ بھی غیر مشروع ہے	42
18	تیرہواں اِفادہ: تکرارِ صدقۂ فطر بھی واجب نہیں ہے	45
19	دربارۂ صدقۂ فطر ضابطۂ قمریہ	46
20	چودہواں اِفادہ: تکرارِ زکوۃ بھی واجب نہیں ہے	51
21	تصدیقات	52
22	ماخذ و مراجع	54

الانتساب

أنسب سعي الحقير إلى الشيخ أبي المتوفى نور محمّد وأمي المتوفاة رحمهما الله كما ربياني صغيراً وأسكنهما فسيح جناته، وإخوتي وأخواتي وجميع أساتذتي أطال الله عمرهم.

أشكر من أعماق قلبي شيخ الحديث المفتي محمّد عطاء الله النعيمي البريلوي الحنفي قدّس الله سره وعمّ برّه وتمّ نوره وأعظم أجره أكرم نزله وأنعم منزله ودامت بركاته العالية وأطال الله عمره على أنّه أعطاني ساعاته الثمنية، حتى لو كنتُ قابلاً لإصدار الفتوى اليوم فهذا بفضله وكرمه.

طالب الدعاء:

الرّاجي إلى لطف ربّه العميمي

مهتاب أحمد قمر النعيمي

خادم دار الإفتاء النور بكراتشى

مدرّس: جامعة المدينة فيضان عبد الله الشاه الغازي رحمه الله

پیش لفظ

از ابو ثوبان مفتی ملک **کاشف مشتاق** عطاری نعیمی حفظہ اللہ الغنی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

اسلام دینِ فطرت ہے اور فطرت انسانی میں سہو اور نسیان کا مادہ موجود ہے،اس کی تلافی اور نقصان کو پورا کرنے کے لئے شریعتِ اسلامیہ نے قوانین مقرر فرمائے، مثلاً: حج کی ادائیگی میں کوئی خطا ہو تو اس کی تلافی کے لیے صدقہ اور دم مقرر فرمایا،اسی طرح نماز جو کہ اسلام کا بنیادی رکن ہے،اس میں بھی سہو اور نسیان ممکن الوقوع ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نماز کی غلطیوں کی تلافی کے لئے تین چیزیں مقرر فرمائی گئیں: معافی، سجدۂ سہو اور اعادہ۔ سنت یا مستحب ترک ہو جائے تو معافی ہے،اِعادہ یا سجدۂ سہو کا حکم نہیں۔ جان بوجھ کر واجب یا فرض کا ترک ہو جائے تو اِعادہ کا حکم ہے، سجدۂ سہو سے تلافی ممکن نہیں جب کہ سہواً اگر نماز کا کوئی واجب چھوٹ جائے یا واجب اور فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدوں سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔

سجدہ سہو کے دو سجدے واجب ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کئے کما ورد فی الحدیث اور یہی اکابر

صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا معمول رہا،چنانچہ امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ ".(1)

یعنی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو نماز پڑھائی، دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سہو ہوا، پس آپ نے دو سجدے کئے، پھر دوبارہ تشہد پڑھی اور سلام پھیر دیا۔

لیکن اگر کسی شخص سے ایک نماز میں ایک سے زائد واجب سہواً ترک ہوئے یا فرض و واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی یا سجدۂ سہو کے دو سجدوں کے بجائے بھولے سے ایک سجدہ کیا تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ سے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے؛ اس لئے کہ تکرارِ سجدۂ سہو عند الشرع مشروع نہیں ہے؛کیوں کہ بار بار سجدہ سہو کا حکم دینا حرج میں مبتلا کرنا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ معافی اور سجدہ سہو کی صورت مقرر ہوئی جب کہ تکرار سجدہ سہو بھی غیر مشروع ہوگیا۔

زیرِ نظر رسالہ:" اَلْاَحْکَامُ الوَاضِحَہ فِی حُکْمِ سَجْدَۃِ السَّھْوِ النَّاقِصَہ بنام سجدۂ سہو کا

1... جامع الترمذی،ابواب الصلوۃ ،باب مَاجَاءَ فِی سَجْدَتَیِ السَّھْوِ بَعْدَ السَّلَامِ و الکَلَامِ ،برقم 395، 1/ 293.

ایک سجدہ کرنے کے اَحکام''صرف ایک مسئلہ کہ"**سجدہ سہو کا تکرار مشروع نہیں**" کی تشریح و توضیح پر مشتمل ایک تحقیقی رسالہ ہے۔اس رسالہ میں تکرارِ سجدۂ سہو کے غیر مشروع ہونے کی وجوہِ ثلاثہ کے ساتھ ساتھ متعدد اِفادات بھی مذکور ہیں۔مذکورہ رسالہ اپنی نوعیت کا منفرد رسالہ ہے، جسے مفتی مہتاب احمد قمر نعیمی صاحب زِید مجدُہٗ نے تصنیف کیا ہے۔ موصوف بہترین مدرس اور محقق مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ دارالافتاءالنور،نور مسجد،کاغذی بازار(جمعیت اِشاعتِ اہلسنّت پاکستان) کے اہم رکن اور فتاوی مرکزِ تربیتِ اِفتا (پاکستان)کے روحِ رواں بھی ہیں۔

اس رسالے کو جمعیت اِشاعتِ اہلسنّت پاکستان اپنے اِشاعتی سلسلہ نمبر : 372پر شائع کررہی ہے۔

اللہ کریم مصنّف،اورادارے کی سعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اوراِنہیں تمام مسلمانانِ عالَم کی طرف سے اجرِ جزیل،بے مثیل وبے انتہاء عطافرمائے اور بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہاالصلوۃوالسلام میں سندِقبول کی عزت سے سَرفراز فرمائے۔

از:ابوثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

خادم دارالافتاءالنور،جمعیت اشاعت اہلسنت

تقدیم

از: عطاے ملت شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ، الَّذِی مَنْ یُرِدْ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّینِ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِینَ، الَّذِی جَعَلَ الِاجْتِھَادَ حُجَّۃً مِنْ حُجَجِ الدِّینِ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِینَ، وَعُلَمَاءِ أُمَّتِہٖ، وَفُقَھَاءِ مِلَّتِہٖ مِنَ الْأَوَّلِینَ وَالْآخِرِینَ.

پیکرِ علم وحکمت، امامِ عشق ومحبت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعدِ ملاحظۂ اُصولِ مقررہ وضوابطِ مُحرّرہ ووُجوہِ تکلّم وطُرُقِ تفاہم وتنقیحِ مناط ولحاظِ انضباط ومواضعِ یُسر واحتیاط وتجنّبِ تفریط وافراط وفرقِ روایاتِ ظاہرہ ونادرہ وتمیز درآیاتِ غامضہ وظاہرہ ومنطوق ومفہوم وصریح ومحتمل وقولِ بعض وجمہور ومُرسل ومُعلّل ووزنِ الفاظِ مفتیین وسَبرِ مراتبِ ناقلین وعُرفِ عام وخاص وعاداتِ بلاد واشخاص وحالِ زمان ومکان واحوالِ رعایا وسلطان وحفظِ مصالحِ دین ودفعِ مفاسدِ مُفسدین وعلمِ وجوہِ تجریح واسبابِ ترجیح ومناہجِ توفیق ومدارکِ تطبیق ومسالکِ تخصیص ومناسکِ تقیید ومشارعِ قیود وشوارعِ مقصود وجمعِ کلام ونقدِ مرام،

فہم مراد کا نام ہے کہ تطلّعِ تام واطلاعِ عام و نظرِ دقیق و فکرِ عمیق و طولِ خدمتِ علم و ممارستِ فن و تیقّظِ وافی وذہن صافی معتادِ تحقیق مؤیّد بتوفیق کا کام ہے، اور حقیقۃً وہ نہیں مگر ایک نور کہ ربّ عزّوجلّ بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں اِلقا فرماتا ہے: ﴿وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ﴾[2] (اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا) صدہا مسائل میں اضطرابِ شدید نظر آتا ہے کہ ناواقف دیکھ کر گھبرا جاتا ہے مگر صاحبِ توفیق جب ان میں نظر کو جولان دیتا اور دامنِ ائمہ کرام مضبوط تھام کر راہِ تنقیح لیتا ہے، توفیقِ ربانی ایک سررشتہ اس کے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک سچا سانچا ہو جاتا ہے کہ ہر فرع خود بخود اپنے محمل پر ڈھلتی ہے اور تمام تخالف کی بدلیاں چھنٹ کر اصل مراد کی صاف شفاف چاندنی نکلتی ہے۔ اس وقت کھل جاتا ہے کہ اقوال کہ سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقۃً سب ایک ہی بات فرماتے تھے۔ الحمد للہ فتاوائے فقیر میں اس کی بکثرت نظیریں ملیں گی۔ وللہ الحمد تحدیثاً بنعمۃ اللہ وما توفیقی إلّا باللہ، وصلی اللہ تعالیٰ علی من أمدنا بعلمه وأیدنا بنعمه وعلی اٰله وصحبه وبارك وسلم اٰمین والحمد للہ ربّ العٰلمین.[3]

کارِ افتا نازک و مشکل ترین ہے۔ اس کے لیے اُصول و قواعد سے آگاہی اور

2... فتاوی رضویہ، 16/377-376، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

3... سورۃ حٰم السجدۃ: 35/41۔

فقہی جزئیات پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ عُرف وعادت اور بلاد وعباد سے واقفیت بھی انتہائی ضروری ہے، پھر نت نئے مسائل اور ان کی مختلف شکلیں ایسی رونما ہو جاتی ہیں کہ ذہین ترین شخص کے لیے بھی کلیات وجزئیات سے استنباطِ حکم دشوار تر ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالی نے فقاہت وفتوی نویسی کے میدان میں ہمیشہ ایسے افراد کو پیدا فرمایا، جو قرآن وسنّت کی باریکیوں میں غوطہ زن ہو کر در پیش آنے ولے مسائل کا حل نکال لاتے ہیں، جن سے ہم مستفید ہوتے ہیں۔

پیشِ نظر رسالہ: ''اَلْاَحْکَامُ الواضِحَه فِی حُکْمِ سَجدَۃِ السَّھْوِ النَّاقِصَه بنام سجدۂ سَہو کا ایک سجدہ کرنے کے اَحکام'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جسے ہمارے دارالافتاء کے اہم رُکن اور اِفتاء میں فقیر کے تربیت یافتہ اور تدریب میں اس فقیر کے مُعاون، مفتی مہتاب احمد قمر نعیمی صاحب نے تالیف کیا ہے۔ ان کے دیگر رسائل کی طرح یہ بھی صرف عوام النّاس کے لیے نہیں بل کہ خواص علماے کرام کے لیے بھی رہنما ہے۔

میں نے اسے لفظ بلفظ پڑھا اور اسے اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد پایا۔ موصوف نے بڑی عرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ قاعدۂ مسلّمہ: ''تکرارِ سجدۂ سہو نا مشروع ہے'' کی جامع مانع ایسی تشریح کی ہے، جس کی روشنی میں مسائل عدیدہ کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

اس رسالہ کا مختصر ترین خلاصہ یہ ہے کہ کسی نے جہلاً یا قصداً سجدۂ سہو کے دو

سجدوں میں سے ایک سجدہ کیا، پھر اُسے نماز یا حُرمتِ نماز میں یاد آنے یا بعدہ یاد آنے کے کیا کیا احکامِ شریعت ہیں؟ انہیں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، نیز مسئلہ مذکورہ پر مکمل کلام کرنے کے بعد فقہاے اِسلام رحمھم اللہ السّلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تکرارِ سجدۂ سہو سے تعلق رکھنے والے چودہ(14) افادات کو بیان کیا ہے۔ جیسے امام اہلِ سُنّت رحمۃ اللہ علیہ نے رسالۂ مبارکہ: "وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح" میں جوابِ اِستفتا کے مکمل ہونے کے بعد پندرہ(15) اِفادات سپردِ قرطاس کیے ہیں۔

آخر میں موصوف نے فقہاے کرام کی بارگاہ سے برکت حاصل کرتے ہوئے ایک ضابطہ بھی بنایا ہے، جس کا نام رکھا: **"دربارۂ صدقۂ فطر ضابطۂ قمریہ"**

ربّ کریم مفتی مہتاب احمد زید علمہ کے اس رسالے کی سعی کو مشکور فرمائے، ان کے جان، مال، عزّت آبرو، آل واولاد اور علم و عمل میں برکتیں اور وسعتیں عطا فرمائے اور اسی طرح انہیں دینِ متین اور اسلام اور مسلمین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقط: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی
خادم دار الحدیث والافتاء جامعۃ النّور
جمعیّت اشاعت اہلِ سنّت پاکستان (کراچی)

اَلْاَحْکَامُ الواضِحَہ فی حُکْمِ سَجْدَۃِ السَّھْوِ النَّاقِصَہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کسی نے ایک مرتبہ سجدۂ سہو کیا لیکن سہو کا ایک سجدہ کیا ،دوسرا سجدہ کرنا بھول گیا تو اس پر دوبارہ سجدۂ سہو کرنا لازم ہے یا نہیں؟

(سائل؛ محمد رضا کونین، اٹک، پنجاب)

باسمہ تعالیٰ وتقدّس الجواب:

الحمد للہ الذی خَلَقَنا و لَزِمَ حکمَ سجدتي السّھوِ بلسانِ نبیّنا صلی اللہ علیہ وعلی اٰلہ و اصحابہ وسلّم علینا۔أمّا بعدُ!

سجدۂ سہو کے دو سجدے واجب ہیں، البتہ اگر کسی نے ایک مرتبہ سجدۂ سہو کیا لیکن سہو کا ایک سجدہ کیا، دوسرا سجدہ کرنا بھول گیا تو اس پر **دوبارہ سجدۂ سہو لازم نہیں ہے** (جیسا کہ بعض بدمذہبوں کا گمانِ فاسد ہے)؛ کیوں کہ صلاۃِ واحدہ میں تکرارِ سجدۂ سہو نامشروع ہے (ایک نماز میں ایک مرتبہ سجدۂ سہو کرنے کے بعد دوبارہ سجدۂ سہو کرنے کی شریعت میں اجازت نہیں ہے)، البتہ جب تک نماز یا حُرمتِ نماز میں ہے اور اس کو رہ گیا سہو کا ایک سجدہ یاد آگیا تو وہ تحرّی پر عمل کرکے ایک سجدہ کرکے نماز مکمّل کرلے ۔بلا کراہت اس کی نماز ہو جائے گی، مثلاً: سجدۂ سہو کا ایک سجدہ کیا، دوسرا رہ گیا تو غور و فکر کرے، اب اگر ظنِ غالب ہو کہ ایک ہی کیا تو نماز کا سلام پھیرنے یا حُرمتِ نماز سے نکلنے سے پہلے پہلے ایک سجدہ کرلے، پھر سجدۂ سہو کے بغیر نماز

سے باہر نکل جائے۔ اسی طرح مکمل سجدۂ سہو کیا اور اس کے بعد تشہد پڑھنا بھول گیا تو تحرّی کرے اور سلام یا حُرمتِ نماز سے نکلنے سے پہلے پہلے تشہد پڑھے، پھر سجدۂ سہو کیے بغیر نماز سے خارج ہو جائے۔ سجدۂ سَہو میں یا اس کے بعد کوئی بھی واجب رہ جائے، مسئلے کی تخریج اسی طرح ہو گی۔

نیز حکمِ مذکور اس وقت ہے جب نمازی کو نماز میں یا بعدِ سلام، منافیٔ نماز کام کرنے سے پہلے رہ جانے والا سہو کا ایک سجدہ یاد آجائے بصورتِ دیگر یعنی: اگر نمازی مُنافیٔ نماز کوئی کام کر بیٹھا اور بعد میں یاد آیا کہ ایک سجدۂ سَہو رہ گیا تھا تو ترکِ واجب اور نماز کے ناقص ہونے کے سبب نماز مکروہِ تحریمی اور واجب الاِعادہ ہو گی۔

مزید اس کے مُرتکِب کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر ایسا سہواً ہوا تو وہ گُنہ گار نہیں، البتہ قصداً سہو کا ایک سجدہ چھوڑنے والا گنہ گار اور اس پر توبہ واستغفار ہے۔

چناں چہ سَہو کے دو ہی سجدے ہیں، اس کے بارے میں امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ ".(4)

یعنی: بے شک نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام

4۔۔ جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب مَاجَاءَفِی سَجْدَتَیِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ و الكَلَامِ، برقم 395، 1/ 293.

رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو نماز پڑھائی، تو آپ کو دورانِ نماز سہو ہوا، پس آپ نے دو سجدے کئے پھر دوبارہ تشہد پڑھی اور سلام پھیرا۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفّٰی:۲۵۶ھ اپنی سند سے روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الله ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: «صَلَّى لَنَا رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ قَامَ، فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ سَلَّمَ.[5]

یعنی: حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چار رکعتی نماز کی دو رکعت پڑھانے کے بعد قعدۂ اولی کیے بغیر کھڑے ہوگئے؛ اس لیے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے تو ہم سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور دو سجدے بیٹھے بیٹھے کیے پھر سلام پھیرا۔

اس کی شرح میں شارح بخاری علامہ ابو محمد محمود بن احمد بدر الدین عینی حنفی، متوفّٰی:۸۵۵ھ لکھتے ہیں ہے:

5...صحیح البخاری، کِتَابُ السَّهْوِ، برقم 1224، 2/ 297.

فِيهِ الدّلَالَة على مَشْرُوعِيَّة سَجْدَتي السَّهْو وَأَن الْمَشْرُوع سَجْدَتَانِ ملخّصاً۔[6]

یعنی، حدیثِ مذکور میں اس پر دلیل موجود ہے کہ سہو کے دو سجدے مشروع ہیں۔

اور علامہ شُرُنبلالی حنفی، متوفّٰی:1069ھ لکھتے ہیں:

ويجب سجدتان لأنه صلى الله عليه وسلم، سجد سجدتَيْنِ للسهوِ وهوَ جَالِس بعد التسليمِ وعمل به الأكابرُ من الصَحَابةِ والتَّابِعِيْن۔[7]

یعنی: سہو کے دو سجدے واجب ہیں؛ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے سَہو کے دو سجدے کیے اور اِسی پر اکابِر صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا عمل ہے۔

البتہ اگر کسی نے ایک مرتبہ سجدۂ سہو کیا لیکن سہو کا ایک سجدہ کیا، دوسرا سجدہ کرنا بھول گیا تو اس پر **دوبارہ سجدۂ سَہو لازم نہیں ہے؛** کیوں کہ صلاۃِ واحدہ میں تکرارِ سجدۂ سَہو نامشروع ہے۔

چناں چہ علامہ علاء الدین سمرقندی حنفی، متوفّٰی:500ھ لکھتے ہیں:

6… عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب السهو باب ماجاء فی السهو إذا قام مِنْ رَكعتي الفريضةِ، 5/ 631.

7… مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، باب سجود السهو، ص: 95.

وَلَو سَها فِي سُجود السَّهْو لَا يجب علَيه السَّهْو لِأَن تكْرَار سُجود السَّهْو غير مَشْرُوع لِأَنَّهُ لَا حَاجَة لِأَن السَّجْدَة الْوَاحِدَة كَافِيَة على مَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام سَجْدَتَانِ تجزئان عَن كل زِيَادَة ونقصان۔[8]

یعنی: اگر نمازی کو سجدۂ سہو میں سہو ہوا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے، کیوں کہ تکرارِ سجدۂ سہو نامشروع ہے کہ اب اس کی حاجت نہیں ہے؛ اس لیے کہ ایک مرتبہ سجدۂ سہو کافی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر زیادتی و کمی کے بدلے سہو کے دو سجدے کافی ووافی ہیں۔

اور علامہ نظام الدین حنفی، متوفّٰی:1092ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے:

السهو فِي سُجُودِ السهو لَا يُوْجِبُ السهو لأنه لَا يَتنَاهیٰ.[9]

یعنی: سجدۂ سہو میں سہو، سہو کو واجب نہیں کرتا؛ کیوں کہ سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا۔

اور امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان حنفی، متوفّٰی:۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

سجدۂ سہو کا تکرار ایک نماز میں نامشروع ہے۔[10]

8۔ تُحفۃُ الفُقہاء، کتاب الصلوۃ، باب السهو، ولو سها فی سجود السهو، 1/ 214

9۔ الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، فصل سهو الامام یوجب علیه وعلی من خلفه السجود، 1/ 130

10۔ فتاویٰ رضویہ، باب سجدہ سہو کا بیان، 8/ 208

بحمدہ تعالیٰ کاتب الحروف نے درج بالا اُصولی فروعات سے مسئلہ ہذا کا استخراج کیا، بعدہ بتوفیقہ تعالیٰ جزئیاتِ صریحہ تک رسائی ہوئی، ملاحظہ ہوں:

چناں چہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی، متوفّٰی:1231ھ لکھتے ہیں:

تجب سجدتان فلو اقتصر على سجدة واحدة لا يكون آتيا بالواجب ولا شيء عليه إن كان ساهيا وإن تعمده يأثم وفي البحر: لو سها في سجود السهو لا يسجد لهذا السهو لئلا يَلْزَمَ التسلسل ولأنه يُغْتَفَرُ فِي التابع ما لاَ يُغتفَرُ في المَتْبُوعِ وحكي أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ الحَسَنِ قَالَ للكسَائي--إلخ. ملخّصاً[11]

یعنی: سجدۂ سہو کے دو سجدے واجب ہیں، لہٰذا اگر ایک سجدہ پر اقتصار کیا تو واجب ادا نہیں ہو گا اور اس پر کوئی شے (گناہ) نہیں ہے اگر سہواً ہوا ہو اور اگر قصداً سجدۂ سہو کے ایک سجدے پر اقتصار کیا تو گنہ گار ہو گا۔ چناں چہ "بحر" میں ہے: اگر نمازی کو سجدۂ سہو میں سہو ہوا تو اس سہو کی وجہ سے وہ سجدۂ سہو نہیں کرے گا تاکہ تسلسل و تکرارِ سجدۂ سہو لازم نہ آئے اور اس وجہ سے کہ کبھی چیز متبوع میں معاف نہیں ہوتی لیکن تابع میں معاف ہوتی ہے اور اس سلسلے میں امام محمد علیہ الرحمہ اور امام کسائی کی ایک حکایت ہے۔ (مکمل حکایت آگے بیان کی جائے گی إن

11۔ حاشیه طحطاوی علی مراق الفلاح شرح نور الإیضاح ،کتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص460.

شاء اللہ تعالی)

بحثِ مذکور سے روزِ روشن کی طرح خوب ظاہر و باہر ہو گیا کہ جس نے سجدۂ سہو کا ایک سجدہ کیا خواہ سہواً یا عمداً، اس پر اب دوبارہ سجدۂ سہو (سہو کے دو سجدے) کا حکم نہیں ہے، البتہ قصداً ایسا کرنے والا گنہ گار ہے۔

اور ایک سجدۂ سہو کرنے والے کے لیے حکمِ شرع بیان کرتے ہوئے علامہ یوسف بن عمر کادوری حنفی، متوفّٰی:۸۳۲ھ لکھتے ہیں:

لو سها في فِي سُجُودِ السَّهْوِ وعمل بالتحرّي لا يجب عليه سُجُود السّهو.[12]

یعنی: اگر سجدۂ سہو میں سہو لاحق ہو گیا اور تحری پر عمل بھی کر لیا تو اس پر مزید سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی، متوفّٰی:۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے:

السَّهو فِي سُجودِ السَّهوِ لَا يُوجِب السّهوَ وَلَوْ سَها فِي سُجودِ السَّهْوِ عَمِلَ بِالتَّحَرِّي-[13]

یعنی: سجدۂ سہو میں سہو دوبارہ سجدۂ سہو کو تو واجب نہیں کرتا، البتہ اس

12۔ جامع المضمرات و المشكلات على شرح مختصر الإمام القدوري، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، 1/ 475.

13۔ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثانى عشر فى سجود السهو، 1/ 130.

صورت میں تحری پر عمل کرنا ہوگا۔

اور سجدۂ سہو کیے بغیر سلام پھیر دیا تو جب تک حُرمتِ نماز میں ہے، سجدۂ سہو کر سکتا ہے۔

چناں چہ امام برہان الدین مَرغینانی حنفی، متوفّٰی:593ھ لکھتے ہیں:

ومن سلم يريد به قطع الصلوة وعليه سهو فعليه ان يسجد السهوة لانّ هذا السّلام غير قاطع ونيته تغيير للمشروع فلغت.(14)

یعنی: اور جس نے سلام کے ذریعے نماز کو ختم کرنے کا اِرادہ کیا دراں حالے کہ اس پر سجدہِ سہو تھا تو اس پر سجدۂ سہو کرنا لازم ہے؛ کیوں کہ یہ سلام پھیرنا نماز کو ختم نہیں کرتا اور اس کی فعلِ مشروع (سجدہ سہو) کو بدلنے کی نیت لغو بے کار ہو جاتی ہے۔

اور علامہ علاؤالدین حصکفی، حنفی، متوفّٰی:1088ھ لکھتے ہیں:

ولو نسي السهو أو سجدة صلبية أو تلاوية يلزمه ذلك ما دام في المسجد"۔(15)

یعنی: اگر نمازی سجدہِ سہو، نماز کا فرض سجدہ یا سجدۂ تلاوت بھول جائے تو جب تک مسجد میں ہے تو اُس پر وہ سجدہ کرنا لازم ہے۔

14۔ الهدایہ، کتاب الصلاۃ،1/ 167، 168۔

15۔ درمختار، باب سجود السهو،2/ 674

مذکورہ اَحکام اُس وقت ہیں جب سجدۂ سَہو میں سہو ہونا معلوم ہو اور اگر سجدۂ سَہو میں سہو ہونا مشکوک ہو تو اس کی تقریر یہ ہے کہ یہاں بھی قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ دوبارہ سجدۂ سَہو ہونا چاہیے؛ کیوں کہ شک کی تمام صورتوں میں سجدۂ سَہو واجب ہوتا ہے لیکن اگر سجدۂ سہو میں شک ہو گیا، مثلاً: سہو کا ایک سجدہ کیا یا دو، تشہد پڑھی یا نہیں تو تحرّی پر عمل کرنے کا حکم ہے، نیز دوبارہ سجدہِ سَہو نہیں کر سکتے۔

چناں چہ علامہ شمس الدین ابو بکر محمد بن ابو سہل سَرَخسی حنفی، متوفّٰی: 484ھ لکھتے ہیں:

وَإِنْ كَانَ شَكَّ فِي سُجُودِ السَّهْوِ عَمِلَ بِالتَّحَرِّي وَلَمْ يَسْجُدْ لِلسَّهْوِ) لِمَا بَيَّنَّا أَنَّ تَكْرَارَ سُجُودِ السَّهْوِ فِي صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ غَيْرُ مَشْرُوعٍ۔(16)

یعنی: اگر نمازی کو سجدۂ سہو میں شک ہوا تو تحرّی پر عمل کرے گا، اس سہو کی وجہ سے وہ سجدۂ سہو نہیں کرے گا؛ کیوں کہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ ایک نماز میں تکرارِ سجدہِ سہو نامشروع ہے۔

نیز جب نمازی کو نماز میں یا بعدِ سلام، منافیٔ نماز کام کرنے سے پہلے رہ جانے والا سجدۂ سہو یاد آجائے تو اسے ادا کرنا واجب ہے بصورتِ دیگر نماز مکروہِ تحریمی و واجب الاِعادہ ہو گی۔

16۔ کتاب المبسوط، کتاب الصلوۃ، باب سجود السھو، 1/ 205.

منافیِ نماز کام سے مراد یہ ہے کہ جب نمازی کوئی ایسا کام کرلے جو بناء کرنے سے مانع ہو، یعنی: قہقہہ لگائے، قصداً بے وضو ہو یا مسجد سے باہر چلا جائے یا کلام کر بیٹھے وغیرہ، اِن سب صورتوں میں وہ سجدۂ سہو نہیں کر سکتا۔

چناں چہ علامہ سید محمد امین ابنِ عابدین شامی حنفی، متوفّٰی: 1252ھ لکھتے ہیں:

(وجد منه ما يقطعُ البناءَ)كحدث عمد وعمل مناف (بعد السّلام سقط عنه) ...بقِي إذا سَقط السّجود فهل يلزمه الإعادةُ لكون ما أدّاه أولاً وقع ناقصاً بلا جابرٍ والذي ينبغي أنه إن سَقط بصُنعه كحدث عمد مثلاً، يلزمه وإلّا فلا تأمّل-(17)

یعنی: جو چیز مانعِ بنا ہے، مثلاً: جان بوجھ کر بے وضو ہونا یا منافی نماز کوئی بات، اگر سلام کے بعد پائی گئی تو اب سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ جب سجدۂ سہو ساقط ہو گیا تو کیا اس پر نماز کا اِعادہ واجب ہو گا؟ کیوں کہ جسے اس نے اوّلاً ادا کیا، وہ بغیر جابر کے ناقص واقع ہوا۔ (علامہ شامی نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:) اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے سقوطِ واجب اپنے قصد واِرادے سے کیا، مثلاً: "قصداً بے وضو ہوا" تو اس پر نماز کا اِعادہ واجب ہو گا ورنہ نہیں۔ غور و فکر کیجیے!

پھر جب فقیہِ فقید المثال امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے تامّل و تفکّر فرمایا تو عبارتِ مذکورہ کے تحت حاشیہ لگایا:

و الذی يظهر لی لزوم الإعادة مطلقاً لأن الصّلاة وقعت

17۔ ردّ المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، 2/ 654.

ناقصةً وقد وجب عليه إكمالها وكانت اليه سبيلان متصل بالسجود و متراخ بالإعادة فان عجز عن أحدهما ولو بلا صُنعِه فلم يعجز عن الأخرى۔[18]

یعنی: مجھ پر یہ حکم ظاہر و باہر ہوا کہ مطلقاً (سجدۂ سہو کا ساقط ہونا نمازی کے قصد اور ارادے سے ہو یا نہ ہو بہر صورت) نماز واجب الاِعادہ ہے؛ کیوں کہ نماز ناقص و نامکمل ہوئی حالاں کہ اس پر نماز کو مکمل کرنا واجب و لازم ہے اور اس کے پاس دو ہی راستے تھے: (1) علی الاتصال سجدہ کرنا اور (2) بعد میں اِعادۂ نماز، پس اگر کسی ایک کو نہ لا سکا اگرچہ بغیر قصد و ارادہ کے تو وہ دوسرے کو لانے سے نہیں روکتا۔

اور علامہ نظام الدین حنفی، متوفّٰی: 1092ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے کراہت کے ساتھ ادا کی گئی نماز کے حکم سے متعلّق ایک ضابطہ لکھا ہے:

فَإِنْ كَانَتْ تِلْكَ الْكَرَاهَةُ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ تَجِبُ الْإِعَادَةُ أَوْ تَنْزِيهٍ تُسْتَحَبُّ فَإِنَّ الْكَرَاهَةَ التَّحْرِيمِيَّةَ فِي رُتْبَةِ الْوَاجِبِ.[19]

یعنی: کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہر نماز کا یہی حکم ہے کہ اسے غیر مکروہ طریقے پر دوبارہ ادا کیا جائے، پھر اگر وہ کراہتِ تحریمی ہے تو نماز واجب الاِعادہ ہے اور اگر کراہتِ تنزیہی ہے تو نماز مُستحبّ الاِعادہ ہے؛ کیوں کہ کراہتِ تحریمی

18۔ جدّ الممتار على ردّ المحتار، كتاب الصّلاة ، باب ادراك الفريضة، تحت قوله: منفرداً، 3/ 524.

19۔ الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة،الفصل الثانى يفيما يكره فى الصلاة وما يكره فيهاوفيه فصلان،١/ ١٠٩،قوله: منفرداً، 3/ 524.

واجب کے مرتبے میں ہے۔

ضابطہِ مذکورہ کی مکمل تحقیق وتنقیح اور اس کی جامع مانع تشریح وتوضیح جاننے کے لیے ہمارے رسالہ: "الفضل الہدیٰ" کا مطالعہ کیجئے۔

دربارۂ تکرارِ سجدۂ سہو چودہ (14) اِفاداتِ قمریہ

پہلا اِفادہ

تکرارِ سجدہِ سہو کے نامشروع ہونے کی وجہِ اوّل

سجدۂ سہو کی تکرار (ذکر الشیٔ ثانیاً فھو تکرارٌ یعنی: ایک چیز کا دوبارہ کرنا تکرار ہے۔) مشروع نہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر کمی وزیادتی میں دو سجدے ہی کافی ووافی ہیں۔

چناں چہ علامہ علاء الدین سمرقندی حنفی، متوفّی: 540ھ لکھتے ہیں:

تکْرَار سُجُود السَّھْو غیر مَشْرُوع لِأَنَّهُ لَا حَاجة لِأَن السَّجْدَة الْوَاحِدَة کَافِيَة على مَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام سَجْدَتَانِ تجزئان عَن کل زِيَادَة ونقصان۔ [20]

یعنی: تکرارِ سجدۂ سہو نامشروع ہے، اس کی حاجت نہیں کہ ایک مرتبہ سجدۂ سہو کرنا کافی ہے۔ جیساکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: دو سجدے نماز میں ہونے والی ہر کمی زیادتی کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔

20۔ تُحفۃُ الفُقہاء، کتاب الصلوۃ، باب السھو، ولو سھا فی سجود السھو، 1/ 101۔

دوسرا اِفادہ

تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے کی وجہِ ثانی

دوبارہ سجدۂ سہو نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کبھی چیز متبوع میں معاف نہیں ہوتی لیکن تابع میں معاف ہو جاتی ہے اور یہاں سجدۂ سہو سے پہلے جو ترکِ واجب وغیرہ ہوا، وہاں کوئی معافی نہیں ہے۔ اس کمی کی تلافی سجدۂ سہو کے ذریعے ضروری ہے جب کہ سجدۂ سہو جو کہ پچھلی نماز کے تابع ہے، اس میں کمی کی معافی ہو سکتی ہے، لہٰذا دوبارہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے سجدۂ سہو کا حکم نہیں ہے۔

چناں چہ علامہ سیّد احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی، متوفّٰی: 1231ھ لکھتے ہیں:

لو سها في سجود السهو لا يسجد لهذا السهو وفي المضمرات لو سها في سجود السهو عمل بالتحري ولا يجب عليه سجود السهو لئلا يلزم التسلسل ولأنه يغتفر في التابع ما لا يغتفر في المتبوع وحكي أن محمد بن الحسن قال للكسائي... إلخ ملخّصاً۔[21]

یعنی، اگر سجدہ سہو میں سہو ہو گیا تو اس سہو کے لئے سجدہ نہیں کیا جائے

21۔حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح،كتاب الصلوة، باب: سجود السهو،1/ 460.

گا۔اور مضمرات میں ہے اگر سجدۂ سہو میں سہو ہوا تو تحری پر عمل کیا جائے گا اور اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہو گا تا کہ تسلسل لازم نہ آئے؛ کیوں کہ تابع میں وہ چیز معاف ہو جاتی ہے جو متبوع میں نہیں ہوتی اور منقول ہے کہ مُحَرّرِ مذہب امام محمد بن حسن شیبانی نے امام کسائی رحمہما اللہ سے فرمایا۔۔۔۔الخ(عنقریب ان کا مکمل فرمان آئے گا، جس سے مسئلۂ مذکورہ کا ثبوت ہے۔)

تیسرا اِفادہ

تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے کی وجہِ ثالث

اگر تکرارِ سجدۂ سہو کی اِجازت ہوتی تو یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہو جاتا کہ نمازی ایک مرتبہ سجدۂ سہو کرتا، پھر سجدۂ سہو میں کوئی واجب ترک ہو جاتا یا تاخیرِ واجب و فرض ہو جاتی اور سجدۂ سہو کرتا، پھر اسی طرح ہوتا تو تسلسل و تکرار ہو جاتی، اسی حکمت کے پیشِ نظر ایک نماز میں ایک مرتبہ سجدۂ سہو کے دو سجدے مشروع ہوئے۔

چناں چہ علامہ نظام الدین حنفی، متوفی: ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے:

السَّهْوُ فِي سُجُودِ السَّهْوِ لَا يُوجِبُ السَّهْوَ؛ لِأَنَّهُ لا يَتَنَاهَى، كَذَا فِي التَّهْذِيبِ.[22]

22۔ الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثانی عشر فی سجود السهو، 1/ 130.

یعنی، سجدہ سہو میں سہو ہوا تو یہ سہو کو واجب نہیں کرتا ہے؛ کیوں کہ یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہو جائے گا۔ اسی طرح "التھذیب" میں ہے۔

چوتھا اِفادہ

ایک نماز میں کئی بار سہو ہونے کی صورت میں حکم

اور اسی تکرارِ سجدۂ سہو سے بچنے کی وجہ سے یہ حکم ہے کہ اگر ایک نماز میں کئی مرتبہ سہو لاحق ہوا تو ایک ہی سجدۂ سہو کافی ووافی ہے۔

چناں چہ علامہ شمس الدین ابو بکر محمد بن ابو سہل سرخسی حنفی، متوفّٰی: 484ھ لکھتے ہیں:

قَالَ وَإِذَا سَهَا فِي صَلَاتِهِ مَرَّاتٍ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِلَّا سَجْدَتَانِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سَجْدَتَانِ تُجْزِئَانِ عَنْ كُلِّ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ، وَلِأَنَّ سُجُودَ السَّهْوِ إِنَّمَا يُؤَخَّرُ إِلَى آخِرِ الصَّلَاةِ لِكَيْ لَا يَتَكَرَّرَ فِي صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ بِتَكَرُّرِ السَّهْوِ۔[23]

یعنی، فرمایا کہ: جب نماز میں کئی مرتبہ سہو ہوا تو اس پر علاوہ دو سجدوں کے کچھ واجب نہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: دو سجدے نماز میں ہونے والی ہر کمی زیادتی کی طرف سے کفایت کرتے ہیں اور سجدہ سہو کو آخر نماز تک

23۔ کتاب المبسوط، کتاب الصلوۃ، باب سجود السہو، 1/ 205.

مؤخّر کیا جائے گا تاکہ ایک نماز میں سہو کے متکرّر ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو کی تکرار لازم نہ آئے۔

پانچواں اِفادہ

سجدۂ سہو کا محل، نماز کے آخر میں ہونے کی وجہ

اور تکرارِ سجدۂ سہو کے غیر مشروع ہونے کی وجہ سے ہی سجدۂ سہو کا محل آخرِ نماز ہے حالاں کہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ نماز کے جس محل میں سہو لاحق ہوا، اسی وقت سجدۂ سہو کرتا، مثلاً: "پہلی رکعت میں سہو لاحق ہوا، اس نے اسی وقت سجدہ کر لیا' پھر اگلی رکعت میں سہو لاحق ہو تو دو صورتیں ہوں گی، اب سجدہ سہو کرتا ہے یا نہیں، اگر نہیں کرتا تو اس پر ایک لازم وواجب چیز رہ جائے گی اور اگر سجدۂ سہو کرتا ہے تو تکرار لازم آئے گا اور دونوں چیزیں محض باطل ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ سجدۂ سہو آخرِ نماز میں رکھا گیا ہے۔

چناں چہ امام علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی، متوفّٰی: 587ھ لکھتے ہیں:

وَتَكْرَارُ سُجُودِ السَّهْوِ فِي صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ غَيْرُ مَشْرُوعٍ، فَأُخِّرَ إِلَى وَقْتِ السَّلَامِ احْتِرَازًا عَنْ التَّكْرَارِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُؤَخَّرَ أَيْضًا عَنِ السَّلَامِ حَتَّى أَنَّهُ لَوْ سَهَا عَنِ السَّهْوِ لَا يَلْزَمُهُ أُخْرَى

فَيُؤَدِّي إِلَى التَّكْرَارِ.[24]

یعنی، اور سجدہ سہو کا تکرار ایک نماز میں مشروع نہیں ہے۔ پس تکرار سے بچتے ہوئے سجدۂ سہو کو وقتِ سلام تک موخر کیا جائے گا، لہٰذا مناسب ہے کہ سجدۂ سہو کو سلام سے بھی موٴخر کیا جائے یہاں تک کہ اگر سجدۂ سہو میں سہو ہوا تو اس پر دوسرا سہو لازم نہیں ہو گا کہ وہ تکرار کی طرف لے جائے گا۔

اور علامہ برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی حنفی، متوفّٰی:593ھ لکھتے ہیں:

سجود السهو مما لا يتكرر فيؤخر عن السلام.[25]

یعنی، سجدہ سہو ان امور میں سے ہے جن میں تکرار نہیں ہوتی لہٰذا اُسے سلام تک موخر کیا جائے گا۔

اور اس کی شرح "بنایہ" میں ہے: لَا يَتكرر أخر عَن السلام، وأما كَونه لا يتكرر فلأنه إذا سجد زمان وُجود السهوِ، ثم إذا سَهى فلا يخلو إما أن يسجد ثانيا أوْ لا، فإن لَمْ يَسجُد بقي بعض لازم لاَ جبر له، وَإنْ سجد يَلْزَمُ التكرار.[26]

24۔ بدائع الصنائع ،کتاب الصلوۃ،فصل فی بیان محل سجود السھو، 1/ 713.

25۔ بدایۃالمبتدی، کتاب الصلوۃ ،باب سجود السھو ،1/ 90.

26۔ البنایۃ شرح الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب السجود السھو، 1/ 90

یعنی: آخری سلام سے تکرار نہیں ہو گا؛ کیوں کہ اس کا اعادہ نہیں ہو گا اس لئے کہ جب سہو پایا گیا جب اس نے سجدہ کیا سہو کے وجود کے وقت، پھر اگر وہ سہو کرے تو خالی نہیں اس سے کہ یا تو وہ سجدہ دوبارہ کرے گا یا نہیں کرے گا، پس اگر وہ سجدہ نہ کرے تو بعض ایسی چیز اس کے ذمہ لازم رہ جائیں گی جس کا جبر نہیں ہوا جس کی تلافی نہیں ہوئی اور اگر اس نے سجدہ کیاتو تکرار لازم آئے گا۔

چھٹا اِفادہ

ایک طرف سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کر لینے کا حکم

اور اسی تکرارِ سجدۂ سہو سے بچنے کے لیے یہ حکم بھی ہے کہ اگر ایک طرف سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کر لیا تو ادا ہو جائے گا، دوبارہ کی حاجت نہیں ہے۔

چناں چہ امام علامہ اَکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی، متوفّٰی: 786ھ لکھتے ہیں:

لَوْ أَتَى بِهَا قَبْلَ السَّلَامِ جَازَ عِنْدَنَا أَيْضًا فِي رِوَايَةِ الْأُصُولِ. وَرُوِيَ أَنَّهُ لَا يُجْزِئُهُ؛ لِأَنَّهُ أَدَّاهُ قَبْلَ وَقْتِهِ. وَجْهُ رِوَايَةِ الْأُصُولِ أَنَّهُ لَوْ لَمْ نُجْزِهِ لَأَمَرْنَا بِالْإِعَادَةِ وَتَكَرَّرَ السُّجُودُ وَلَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ ملخصاً.[27]

27ـ العناية شرح الهداية، كتاب الصلوة، باب سجود السهو، 1/ 391.

یعنی: اگر سجدہ سہو سلام سے پہلے کیا تو ہمارے نزدیک بھی روایتِ اُصول کے مطابق جائز ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس نے اسے اس کے وقت سے پہلے ادا کیا ہے۔ روایتِ اُصول کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم اسے جائز قرار نہ دیں تو ہم ضرور اِعادے کا حکم لگائیں گے اور یوں سجدۂ سہو مکرّر ہو جائے گااوراس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ساتواں اِفادہ

تکرارِ سجدۂ سہو کے نامشروع ہونے پر پہلا اِشکال

یہاں فقہی ذوق رکھنے والے کے ذہنِ صافی میں یہ پاکیزہ اشکال آسکتاہے کہ جب تکرارِ سجدۂ سہو ممنوع ہے تو پھر مسبوق کو امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیے کہ ہو سکتاہے کہ جب اپنی نماز پڑھے اس میں بھی اسے سہو لاحق ہو جائے تو اسے صرف اپنی بقیہ نماز کے آخر میں ہی سجدۂ سہو کرنا چاہیے حالاں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اسے سہوِ امام کی وجہ سے اس کے ساتھ سجدہ ٔسہو کرنے کا حکم ہے اور پھر جب اپنی بقیہ رکعات ادا کرے گاتو اس میں سہو کی وجہ سے الگ سجدہ ٔسہو کرے گا، توکیایہ ایک نماز میں تکرارِ سجدہ ٔسہو نہیں؟

اس کاجواب یہ ہے کہ یہ ایک نماز میں تکرارِ سجدہ سہو نہیں؛ کیوں کہ

در حقیقت یہ ایک نماز ہے لیکن حکماً یہ دو نمازیں ہیں کہ مسبوق اپنی بقیہ نماز میں منفرد کی طرح ہوتا ہے اگرچہ تحریمہ ایک ہوتی ہے، لہٰذا حقیقتاً و حکماً ایک نماز میں تکرارِ سجدۂ سہو نامشروع ہے۔

چناں چہ امام علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی، متوفّٰی: 587ھ لکھتے ہیں:

ينبغي أن لا يسجد المسبوق مَعَ الإمَامِ؛ لأنه ربما يسهو فِيمَا يقْضِي فَيَلْزَمُهُ السجود أيضاً فيؤدي إلى التكْرَارِ، وإِنَّهُ غَيْر مَشْرُوْع؛ ولأنه لَوْ تَابَعَهُ في السجودِ يَقعُ سُجُوده فِي وسَط الصلاة وذا غَيْر صَوَابٍ - (فالجواب) أن التكرارَ في صلاةٍ واحدةٌ غَيْر مَشْروْع، وَهُمَا صَلَاتَانِ حكماً وإنْ كَانَتْ التحريمة واحدة؛ لأنَّ المسبوق فيما يقضي كَالمنفرد.[28]

یعنی: مناسب یہ ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کرے؛ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ اپنی نماز میں بھی اسے سہو لاحق ہو جائے تو وہ تکرار کی طرف چلا جائے گا اور تکرار مشروع نہیں ہے اور امام کی اتباع میں سجدۂ سہو ادا کیا تو یہ درمیان نماز میں دو سجدے واقع ہوئے جو کہ درست نہیں؟

28... بدائع الصنائع، کتاب الصلوۃ، فصل فی بیان من یجب علیہ سجود السھو، 1/ 720.

اس کا جواب یہ ہے کہ سجدۂ سہو کی تکرار ایک نماز میں مشروع نہیں ہے اور یہاں حکماً دو نمازیں ہیں اگر چہ تحریمہ ایک ہے؛ کیوں کہ مسبوق اپنی نماز کی ادائیگی میں منفرد کی طرح ہوتا ہے۔

آٹھواں اِفادہ

تکرارِ سجدۂ سَہو کے نامشروع ہونے پر دوسرا اِشکال

حقیقتاً و حکماً ایک نماز میں بھی سجدۂ سہو مکرر ہو جاتا ہے جیسے اگر کسی نے سجدۂ سَہو کیا پھر اسے یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا فرض سجدہ رہتا ہے تو اس کے لیے حکمِ شرع یہ ہے کہ اب چھوٹا ہوا سجدہ تلاوت یا فرض سجدہ کرے پھر دوبارہ سجدۂ سَہو کرے، لہٰذا حقیقتاً و حکماً ایک نماز میں تکرارِ سجدۂ سَہو پایا گیا تو کیا آپ کا بیان کردہ تکرارِ سجدۂ سہو ممنوع ہونے کا اُصول اب بھی باقی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تکرارِ سجدۂ سَہو ہے ہی نہیں؛ کیوں کہ اس کے سجدۂ تلاوت یا فرض سجدہ کرنے کی وجہ سے پہلا سجدۂ سَہو ختم ہو گیا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنے محل میں نہیں ہوا تھا، اس کا محل آخرِ نماز ہے کما بیناہ تفصیلاً، پھر اس نے آخر نماز میں جو سجدۂ سَہو کیا وہی ایک سجدۂ سَہو ہوا، لہٰذا **شمس و امس سے بھی زیادہ واضح و ظاہر ہو گیا کہ حقیقتاً و حکماً ایک نماز میں تکرارِ سجدہ سَہو نامشروع ہے۔**

چناں چہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی، متوفّٰی: 1231ھ لکھتے ہیں:

ولا یَرِد مَا لَوْ سَجَدَ للسَھْوِ ثُمَّ تذْکر سَجْدَۃ تلاوۃً أوْ صلبیۃً

فإنه يسجد للمتروكة ثم يعيد سجود السهو فقد تكرر سجود السهو في صلاةٍ وَاحدةٍ حقِيْقةً وحكماً لِأنا نَقُوْلُ هَذا لَيْس بِتكْرَارٍ وإنما أعيد لِرفعه بالعود إلى التلاوية أو الصلبية لتبين أن سُجوده الأول لَمْ يَكُنْ في مَحلِهِ.(29)

یعنی، یہ اعتراض وارد نہیں ہو گا کہ اگر اس نے سجدۂ سہو کیا پھر اسے تلاوت کا یا فرض سجدہ یاد آگیا تو وہ چھوٹا ہوا سجدہ کرے پھر سجدۂ سہو کا اعادہ کرے تو یہاں حقیقتاً اور حکماً ایک ہی نماز میں سجدۂ سہو کا تکرار ہو گیا اس وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ یہ تکرار نہیں ہے اس نے تو تلاوت یا فرضی سجدے کو ادائیگی کے لیے دہرایا تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اوّل سجدے اپنے محل میں نہیں تھے۔

نواں اِفادہ

سجدہ سہو میں شک ہونے کی صورت میں حکم

تکرارِ سجدہ سہو نا مشروع ہونے کی وجہ سے ہی سجدہ سہو میں شک ہونے کی صورت میں تحری پر عمل کیا جائے گا۔

چناں چہ علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم مصری حنفی

29۔ حاشية الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الصلوۃ، باب سجود السهو، 461، 462.

،متوفّٰی: ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:: وَلِكَوْنِ سُجُودِ السَّهْوِ لَا يَتَكَرَّرُ لَوْ شَكَّ فِي سُجُودِ السَّهْوِ فَإِنَّهُ يَتَحَرَّى وَلَا يَسْجُدُ لِهَذَا السَّهْوِ۔[30]

یعنی: اور تکرارِ سجدہ سہو نا مشروع ہونے کی وجہ سے ہی اگر سجدہ سہو میں شک ہو تو وہ تحری پر عمل کرے گا اور اس سہو کی وجہ سے سجدہ نہیں کرے گا۔

دسواں اِفادہ

تکرارِ سجدۂ سہو کے بارے میں فقہی و نحوی حکایت

محرّرِ مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خالہ زاد بھائی امام کسائی نحوی سے کہا: اس قدر ذہین و فطین ہونے کے باوجود علم فقہ میں کیوں مشغول نہیں ہوتے؟ انہوں نے جواب دیا: جو شخص ایک علم میں مہارت حاصل کر لیتا ہے اُسے دوسرے علوم میں بھی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے، اس پر حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم علم نحو میں کامل مہارت رکھتے ہو، اپنے علمِ نحو کی روشنی میں علمِ فقہ کا مسئلہ بتاؤ گے؟ کہا جی ہاں! پوچھیے، تو امام محمد نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کسی شخص کو نماز میں سہو ہو جائے اور جب وہ سجدۂ سہو ادا کرے تو سجدۂ سہو کے دوران پھر سہو ہو جائے تو اس پر دوبارہ سجدۂ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟ امام کسائی نے لمحہ بھر سوچنے کے بعد کہا کہ اس کے لئے وہی سجدہ سہو کافی ہے، اس پر دوبارہ

30۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، 2/ 164.

سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔ امام محمد نے دریافت فرمایا کہ تم نے علمِ نحو کے کس اُصول سے یہ مسئلہ بیان کیا؟ امام کسائی نے جواب دیا کہ المصغّر لا یصغّر (اسم تصغیر کی تصغیر نہیں آتی) اس قاعدے سے میں نے اس مسئلہ کا جواب دیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ ان کی یہ ذہانت وفطانت دیکھ کر انتہائی متعجب ہوئے۔

چناں چہ علامہ شمس الدین ابو بکر محمد بن ابو سہل سَرَخسی حنفی، متوفّٰی: ۴۸۴ھ لکھتے ہیں:

وَحُكِيَ أَنَّ مُحَمَّدًا - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى - قَالَ لِلْكِسَائِيِّ وَكَانَ ابْنَ خَالَتِهِ: لِمَ لَا تَشْتَغِلُ بِالْفِقْهِ مَعَ هَذَا الْخَاطِرِ، فَقَالَ: مَنْ أَحْكَمَ عِلْمًا فَذَلِكَ يَهْدِيهِ إلَى سَائِرِ الْعُلُومِ ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى - إنِّي أُلْقِي عَلَيْكَ شَيْئًا مِنْ مَسَائِلِ الْفِقْهِ فَخَرِّجْ جَوَابَهُ مِنْ النَّحْوِ.؟ فَقَالَ: هَاتِ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ فِيمَنْ سَهَا فِي سُجُودِ السَّهْوِ فَفَكَّرَ سَاعَةً.؟ فَقَالَ: لَا سَهْوَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: مِنْ أَيِّ بَابٍ مِنْ النَّحْوِ خَرَّجْتَ هَذَا الْجَوَابَ.؟ فَقَالَ: مِنْ بَابِ أَنَّ الْمُصَغَّرَ لَا يُصَغَّرُ فَتَعَجَّبَ مِنْ فِطْنَتِهِ.(31)

یعنی: حکایت ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے خالہ زاد بھائی امام کسائی

31۔ المبسوط، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، 1/ 1/ 205.

سے فرمایا: اس قدر ذہین وفطین ہونے کے باوجود علم فقہ میں کیوں مشغول نہیں ہوتے ؟ انہوں نے جواب دیا: جو شخص ایک علم میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔ اُسے دوسرے علوم میں بھی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے، اس پر حضرت امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: تم علم نحو میں کامل مہارت رکھتے ہو، اپنے علم کی روشنی میں علمِ فقہ کا مسئلہ بتاؤ گے ؟ کہا: جی ہاں! پوچھیے، تو امام محمد نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کسی شخص کو نماز میں سہو ہو جائے اور جب وہ سجدۂ سہو ادا کرے تو سجدہ سہو کے دوران پھر سہو ہو جائے تو اس پر دوبارہ سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟ امام کسائی نے لمحہ بھر سوچنے کے بعد فرمایا: اس کے لئے وہی سجدہ سہو کافی ہے، دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔ امام محمد نے دریافت فرمایا کہ تم نے علمِ نحو کے کس اُصول سے اس مسئلہ کا استخراج کیا؟ امام کسائی نے جواب دیا کہ المصغر لا یصغر (اسمِ تصغیر کی تصغیر نہیں آتی) اس قاعدے سے میں نے اس مسئلہ کا جواب دیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ ان کی یہ ذہانت وفطانت دیکھ کر انتہائی متعجب ہوئے۔

گیارہواں اِفادہ

تکرارِ نمازِ فرض بھی نامشروع ہے

کسی فرض وواجب نماز کے وقت میں ایک مرتبہ کسی نے نماز ادا کر لی تو اسے دوبارہ پڑھنا نامشروع وناجائز ہے۔

چناں چہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت سلیمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

أَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّونَ. فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ؟ فَقَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ:«لَا تُصَلُّوا صَلَاةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ» (32)

یعنی: ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اس وقت وہ مقامِ بلاط (مدینے میں ایک مشہور جگہ کا نام ہے۔) میں جلوہ فرما تھے اور ان کے اہلِ خانہ مصروفِ نماز تھے تو میں نے حضرت ابن عمر سے کہا: کیا آپ اُن کے ساتھ نماز نہیں پڑھیں گے؟ تو حضرت ابن عمر نے فرمایا: میں نے نماز پڑھ لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ایک نماز کو دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔

اور علامہ علی بن سلطان قاری حنفی، متوفّٰی: 1014ھ حدیثِ مذکور کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(صلاة) أي: واحدة بطريقة الفريضة (في يوم) أي: في وقت (مرتين) أي: بالجماعة أو غيرها إلا إذا وقع نقصان في الأولى، قال الطيبي: هذا محمول على مذهب مالك، قال ميرك: إن حمل على مذهب مالك كان منافيا لحديث معاذ، فإنه كان يصلي مع

32۔ رواه أحمد، وأبو داود، والنسائي۔

النبي صلى الله عليه وسلم، ثم يصليها مع قومه. قلت: يحمل فعل معاذ على عدم الإعادة بأنه نوى أولا نفلا، ثم نوى فرضا كما هو مذهبنا،ملتقطاً[33]

یعنی: فرض کے طور پر ایک نماز کو ایک وقت میں دو مرتبہ نہ پڑھو چاہے جماعت کے ساتھ ہو یا بغیر جماعت کے سوائے اُس صورت کے کہ جب پہلی نماز میں کسی وجہ سے کوئی کمی رہ گئی ہو۔ علامہ طیبی نے فرمایا: یہ قول امام مالک کے مذہب پر محمول ہے۔ علامہ میرک نے فرمایا ہے کہ اگر اس کو امام مالک کے مذہب پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں یہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی ہو گا کہ حضرت معاذ پہلے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر جا کر اپنی قوم کی امامت فرماتے تھے۔ میں کہتا ہوں: حضرت معاذ کے فعل کو نماز کا اِعادہ نہ کرنے پر محمول کیا جائے گا اس طور پر کہ وہ پہلے نفل کی نیت سے نماز پڑھتے تھے اور پھر فرض کی نیت کرتے تھے۔ جیسا کہ ہمارا مذہب ہے۔

اُسی میں ایک اور مقام پر اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أن معنى قوله – صلى الله عليه وسلم –: لا تصلوا صلاة في يوم مرتين أن ذلك أن يصلي الرجل صلاة مكتوبة عليه ثم

33۔ **مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح**، باب من صلّى صلاة مرتين، 3/ 888 .

يقوم بعد الفراغ منها فيعيدها على جهة الفرض أيضاً. وأما من صلى الثانية مع الجماعة على أنها نافلة إقتداء بالنبي - صلى الله عليه وسلم - في أمره بذلك فليس ذلك من إعادة الصلاة في يوم مرتين، لأن الأولى فريضة والثانية نافلة، فلا إعادة حينئذٍ-(34)

یعنی: ایک نماز کو دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص فرض نماز پڑھے پھر اس نماز کو ادا کرنے کے بعد اسی فرض نماز کو دوبارہ پڑھے، اس کی اِجازت نہیں ہے، البتہ اگر کسی نے آپ ﷺ کے حکم کی پیروی میں ایک مرتبہ نماز پڑھنے کے بعد اسی دن دوبارہ نفل کی نیت سے جماعت کے ساتھ ادا کی تو یہ ایک دن میں دو مرتبہ فرض نماز کا دوبارہ پڑھنا نہیں ہے؛ کیوں کہ پہلی فرض ہے، دوسری نفل ہے، لہٰذا اس وقت اِعادہ لازم نہیں آئے گا۔

اور امام فخر الدّین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفّٰی: 743ھ راقم ہیں:

قيل: كانوا يصلون الفريضة، ثم يصلون بعدها مثلها يطلبون بذلك زيادة الأجر فنهوا عن ذلك وقيل: هو نهي عن إعادة المكتوبة بمجرد توهم الفساد من غير تحقيق لما فيه من

34۔ مرعاة المفاتيح، باب من صلى صلاة مرتين ،4/ 128-

تسلیط الوسوسة علی القلب.[35]

یعنی: ایک قول یہ ہے کہ صحابہ کرام فرض نماز پڑھنے کے بعد زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اُسی نماز کو دوبارہ پڑھتے تھے تو انہیں اس بات سے منع کر دیا گیا اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں فساد کا یقین ہوئے بغیر محض فساد کا وہم کرتے ہوئے نماز کو دوبارہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں وسوسہ کو دل پر مُسلّط کرنا ہے۔

اور علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی، متوفّٰی: 1069ھ لکھتے ہیں:

ولا یصلي بعد صلاة مثلها هذا لفظ الحدیث قیل معناه لا یصلي رکعتان بقراءة ورکعتان بغیر قراءة وقیل: نهوا عن الإعادة لطلب الأجر وقیل: نهی عن الإعادة بمجرد توهم الفساد لدفع الوسوسة وقیل: نهوا عن تکرار الجماعة في المسجد علی الهیئة الأولی أو عن إعادة الفرائض مخافةَ خلَلٍ في المؤدّی.[36]

یعنی: یہ الفاظِ حدیث ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ دو رکعتوں کو قراءت کے ساتھ اور دو کو بغیر قراءت کے نہ پڑھے اور ایک قول یہ ہے کہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے فرض نماز کا اِعادہ نہ کرے اور یہ بھی

35۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدّقائق، باب الوتر والنوافل، 1/ 175۔

36۔ مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح، کتاب الصلاۃ، 1/ 177۔

کہا گیا ہے کہ وسوسہ کو دور کرنے کے لیے محض فساد کا گمان ہونے کی وجہ سے نماز کا اِعادہ نہ کرے اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ مسجد میں ہیئتِ اُولیٰ پر تکرارِ جماعت سے منع کیا گیا ہے یا جو فرض نماز ادا کی جاچکی ہے، اس میں صرف کسی خَلَل و نُقص کے اندیشے کی وجہ سے اُسے دوبارہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

اور علامہ محقّق فقیہ شیخی زادہ حنفی، متوفی: 1078ھ لکھتے ہیں:

المراد به النهي عن تكرار الجماعة في المساجد قال: فخر الإسلام: هذا تأويل حسن وقيل: لا يقضي ما أدى من الفرائض بوسوسة.(37)

یعنی: اس سے مراد یہ ہے کہ مساجد میں ایک ہی نماز کی جماعت کی تکرار کرنا منع ہے۔ علامہ فخر الاسلام رحمہ اللہ السّلام نے فرمایا: یہ ایک اچھی تاویل ہے اور ایک قول یہ بھی ہے: جو فرض نماز ادا کی جاچکی ہے، وسوسہ کی وجہ سے اُسے دوبارہ نہ پڑھا جائے۔

بارھواں اِفادہ

تکرارِ نمازِ جنازہ بھی غیر مشروع ہے

میت کے ولیٔ اَقرب نے نمازِ جنازہ پڑھائی یا اس کی اجازت سے نمازِ جنازہ ادا کی گئی تو اب نماز جنازہ دوبارہ ادا کرنا ناجائز ہے؛ کہ نماز جنازہ میں تکرار مشروع نہیں ہے۔

چناں چہ میت کا باپ نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار ہے وہ نہ ہو تو اس کا بیٹا نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار ہے، اس بات کو بیان کرتے ہوئے امام علاؤ الدین محمد

37_ مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، 1/ 134-

بن علی حصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:الولی بترتیب عصوبة الإنکاح فالأب یقدم علی الابن اتفاقاً.[38]

یعنی: نمازِ جنازہ پڑھانے کا حقدار ہونے میں ورثاء کی ترتیب وہی ہے جو نکاح کرانے میں حقدار ہونے کی ترتیب ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ؛ جنازہ پڑھانے میں والد کا حق بیٹے سے بالاتفاق مقدّم ہے۔

اور ولی اقرب کسی اور کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت دے سکتا ہے، اس بارے میں امام برہان الدّین علی بن ابو بکر مرغینانی حنفی، متوفّٰی:593ھ لکھتے ہیں:

ولا باس بالإذن فی صلوٰة الجنازة لأنّ التقدّم حق الولی فیملك إبطاله بتقدیم غیره.[39]

یعنی: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ؛ ولی اقرب کسی اور کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت دے کیوں کہ؛ نمازِ جنازہ پڑھانا اس کا حق ہے اور وہ کسی اور کو اجازت دے کر اپنا حق باطل کر سکتا ہے۔

جب ولیِّ اَقرب کی اِجازت سے ایک مرتبہ نمازِ جنازہ ادا ہو جائے تو اب ورثا دوبارہ نہیں پڑھ سکتے، اس بات کو بیان کرتے ہوئے امام ابو بکر بن علی حداد حنفی، متوفّٰی: 800ھ تحریر فرماتے ہیں:

فان اذن الولی لغیره ان یصلی فصلی لایجوز الاعادة.[40]

38۔ در مختار، کتاب الجنائز، 2/ 220۔

39۔ ھدایہ، کتاب الجنائز، 1/ 91۔

40۔ الجوھر النیرة، کتاب الجنائز، 1/ 24.

یعنی: اگر ولی کسی اور کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے اور وہ نماز جنازہ پڑھا دے تو اب ولی کے لیے دوبارہ نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

اور امام زین الدین بن نجیم حنفی، متوفّٰی: 970ھ تحریر فرماتے ہیں:

إذا أذن لغیرہ بالصّلوۃ لاحق له حینئذٍ فی الإعادۃ .(41)

یعنی: جب ولی کسی اور کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اِجازت دے گا تو اب ولی نمازہ جنازہ کا اعادہ نہیں کر سکتا۔

جب نماز جنازہ ولیٔ اقرب کی اجازت سے تمام شرائط کے ساتھ ادا ہو جائے تو دوبارہ سے پڑھانا کسی کے لئے جائز نہیں ہے، نہ ورثاء کے لیے اور نہ ہی کسی اور کے لیے جائز ہے۔، اس بات کو بیان کرتے ہوئے امام ملک العلماء امام علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، حنفی، متوفّٰی:586ھ تحریر فرماتے ہیں:

و لا یصلّی علی میّتٍ إلا مرۃً واحدۃً لا جماعۃً و لا وُحداناً.(42)

یعنی: نماز جنازہ ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے گی، دوسری مرتبہ نہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے گی اور نہ ہی تنہا پڑھی جائے گی۔

اسی طرح امام اہلِ سُنّت امام احمد رضا خان حنفی، متوفّٰی: 1340ھ تحریر فرماتے ہیں:

نماز جنازہ کی تکرار ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک تو مطلقاً

41۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الجنائز، 1/ 274.

42۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ،کتاب الجنائز،2/ 337.

ناجائز و نامشروع ہے۔[43]

اسی طرح صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی، متوفّٰی:1367ھ تحریر فرماتے ہیں: جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے۔[44]

تیرہواں اِفادہ

تکرارِ صدقۂ فطر بھی واجب نہیں ہے

صدقۂ فطر ادا کرنے میں اصولِ شرع یہ ہے کہ اس میں جہاں ادا کرنے والا ہے، اس جگہ کا اعتبار ہے، مثلاً:" ایک پاکستانی شخص مدینۂ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں بغرضِ عُمرہ گیا، اس نے ماہِ رمضان میں وہیں کے اعتبار سے 500 روپے صدقۂ فطر ادا کر دیا، بعدَہ پاکستان واپس آگیا اور بوقتِ وجوبِ صدقۂ فطر وہ پاکستان میں ہے تو اسے یہاں کے اعتبار سے دوبارہ 240 روپے (2025م میں یہاں گندم کے اعتبار سے اتنا ہی واجب ہے) صدقۂ فطر ادا نہیں کرنا ہو گا؛ کیوں کہ صدقہ فطر واجب ہونے سے پہلے ادا کرنا جائز ہے اور جب ایک چیز ادا ہو جاتی ہے تو دوبارہ شریعتِ مُطہّرہ کی جانب سے اس کا مطالبہ نہیں ہوا کرتا؛ کیوں کہ تکرارِ واجب غیر مشروع ہے اور اس وجہ سے بھی کہ ایک مرتبہ ادا کرنے سے مقصود حاصل ہو گیا۔

43۔ فتاوی رضویہ، کتاب الجنائز، 9/271۔

44۔ بہار شریعت، کتاب الجنائز، 1/ 838۔

دربارۂ صدقۂ فطر ضابطۂ قمریہ

أقول و بالله التوفيق:

معلوم ہوا کہ اگر بندہ نے صدقۂ فطر پہلے ادا کر دیا ہو اور بوقتِ ادا الگ ملک میں ہو اور بوقتِ وجوب دوسرے ملک میں ہو اور اس سال جو صدقۂ فطر اس نے ادا کیا، وہ رقم اُس ملک سے زیادہ ہو جہاں وہ بوقتِ وجوبِ صدقۂ فطر ہے یا برابر ہو تو اس کے لیے اب کوئی اور حکم نہیں ہے بل کہ اگر دونوں اَوقات میں وہ ایک ہی ملک میں ہے لیکن بوقتِ ادا اس نے زیادہ رقم دے دی یا اتنی ہی دی جتنی رقم بوقتِ وجوبِ صدقۂ فطر ہے تب بھی اس کے لیے اب کوئی اور حکم نہیں ہے۔

البتہ اگر صورتِ حال اس کے بر عکس ہو، مثلاً: " ایک شخص نے پاکستان کے اعتبار سے 240 روپے صدقۂ فطر ادا کیا، بعدہ مدینہ شریف روانہ ہو گیا اور بوقتِ وجوبِ صدقۂ فطر وہ مدینے میں ہے تو اس پر اب بھی دوبارہ مکمل صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے لیکن دونوں ممالک کے صدقۂ فطر میں جو تفاوت اور فرق آ رہا ہے، اسے ادا کرنا واجب ہو گا کہ بوقتِ وجوبِ صدقۂ فطر وہ مدینے میں ہے، لہٰذا جس نے صدقۂ فطر واجب ہونے سے پہلے پاکستان میں 240 روپے ادا کر دیا، وہ ادا ہو گیا لیکن اس پر مزید 260 روپے ادا کرنا واجب ہو گا بل کہ اگر دونوں اوقات میں ایک ہی جگہ پر ہے لیکن بوقتِ ادا اس نے گندم کا حساب لگا کر صدقۂ فطر ادا کر دیا (اس وقت آٹے کا ریٹ کم تھا) اور اسی ملک میں بوقتِ وجوبِ صدقۂ فطر رقم زیادہ ہو چکی تھی تب بھی اس کے لیے مزید دینے کا حکم ہو گا، مثلاً: ربیع الاوّل میں اس نے گندم کے ان دنوں کے نرخ کے اعتبار سے 200 روپے صدقۂ فطر ادا کر دیا لیکن بعد میں عید الفطر کے دن ریٹ بڑھ گیا اور 240 روپے ہو گیا تو اس پر

مزید 40روپے دیناواجب ہو گا۔[45]

چناں چہ علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی، متوفّٰی: ۵۸۷ھ مذکورہ اُصول بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

إذا تعلقت الصدقة بذمة المؤدي اعتبر مكان المؤدي..[46]

45۔ ضابطہ مذکورہ اس صورت میں جاری ہو گا جب صدقہ فطر کی ادائیگی گندم وغیرہ کی قیمت کے اعتبار سے کی جائے لیکن جب فطرہ کی ادائیگی کسی منصوص جنس سے کی جائے گی تو وزن کا اعتبار ہو گا، قیمت کا نہیں۔ چناں چہ فتاوی رضویہ میں ہے: "قیمت اَفضل ہے۔۔۔باقی اَحکام نقد وغلہ یکساں ہیں مگر وہ تفاوت جو خاص گندم وجو میں بسبب اعتبار وزن معتبر، شرعی اسقاط میں لحاظ مالیت کا ہے مثلاً: فرض کیجئے کہ نیم صاع گندم کی قیمت دوآنہ ہے اور ایک صاع جو کی ایک آنہ تو ایک آنہ کی قیمت کی کوئی چیز کپڑا، کتاب، چاول، باجرا وغیرہا بلحاظ قیمت جو دے سکتے ہیں اگر چہ گندم کی قیمت نہ ہُوئی مگر چہارم صاع گندم کافی نہیں اگر چہ قیمت اُن کی بھی ایک صاع جو کے برابر ہوگئی کہ چار چیزیں جن پر نص شرعی وارد ہوچکی ہے یعنی گندم، جو، خُرما، کشمش ان میں قیمت کا اعتبار نہیں، جتنا وزن شرعاً واجب ہے اُس قدردیناہو گا....قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہو گا جس دن ادا کررہے ہیں، بلکہ روز وجوب کا مثلاً اُس دن نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی آج ایک آنہ ہے تو ایک آنہ کافی نہ ہو گا۔ دو آنے دینا لازم، اور ایک آنہ تھی اب دو آنے ہوگئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی۔"فی الدر المختار جاز دفع القیمہ فی زکوٰۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر وکفارۃ غیر العتاق وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء "یعنی: زکوۃ، عشر، صدقہ فطر، نذر کی ادائیگی میں اور اعتاق یعنی غلام آزاد کرنے والے کفارہ کے علاوہ ہر طرح کے کفارے میں قیمت ادا کرنا، جائز ہے اور قیمت ادا کرنے میں مذکورہ چیزیں لازم ہونے کے دن کی قیمت کااعتبار ہو گااور صاحبین کی رائے کے مطابق یوم ادا کی قیمت کا اعتبار ہو گا۔"(فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکاۃ، 10 / 531، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)لہذا دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں جب آپ نے دو کلو گندم سے صدقہ فطر ادا کر دیا تو اب آپ پر مزید کچھ لازم نہیں۔

46۔بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، فصل فی بیان شرائط الجمعۃ، 2/ 75.

یعنی، جب صدقۂ فطر کا تعلق ادا کرنے والے کے ذمے سے ہے تو اس میں ادا کرنے والے کی جگہ کا اعتبار ہو گا۔

اور فقیہِ اسلام علامہ علاء الدین حصکفی حنفی، متوفّٰی:1088ھ لکھتے ہیں:

المعتبر في الفطرة مكان المؤدي.ملخصاً.(47)

یعنی، صدقۂ فطر میں ادا کرنے والے کی جگہ کا اعتبار ہے۔

اور اس کے تحت خاتم المحققین علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی، متوفّٰی: 1252ھ لکھتے ہیں:

(قوله: مكان المؤدي) أي: لا مكان الرأس الذي يؤدي عنه....صرح في "النهاية" و"العناية" بأنه ظاهر الرّواية كما في "الشرنبلالية"۔(48)

یعنی، (شارح علیہ الرحمہ کا قول: ادا کرنے والے کی جگہ معتبر ہے) یعنی: وہ جان جس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جا رہا ہے، اس کی جگہ کا اعتبار نہیں ہے.... "نہایہ اور "عنایہ" میں یہ مسئلہ بیان کر کے کہا کہ یہی ظاہر الرّوایہ ہے جیسا کہ "شرنبلالیہ" میں ہے۔

اور علامہ جلال الدّین احمد امجدی حنفی، متوفّٰی: 1422ھ سے ایک سوال ہوا: "زید بمبئی میں ہے اور اس کے بچے وطن میں ہیں تو ان کے صدقہ فطر کے

47۔ الدر المختار، کتاب الزکاۃ، 3/ 355.

48۔ رد المحتار، أيضاً.

گیہوں کی قیمت وطن کے بھاؤ سے ادا کرے یا بمبئی کے بھاؤ سے؟ (آپ علیہ الرّحمہ نے ارشاد فرمایا:) بچے جب کہ وطن میں ہیں تو صدقۂ فطر کے گیہوں میں بمبئی کی قیمت کا اعتبار کرنا ہوگا؛ لانه یعتبر فی صدقة الفطر مکان المؤدّی. "مُلخصاً۔[49]

نیز صدقۂ فطر واجب ہونے سے پہلے ادا کرنا مطلقاً جائز ہے، اس بارے میں عمدۃ الشّراح علامہ علائی حنفی علیہ الرّحمہ رقم طراز ہیں:

عامة المتون والشروح على صحة التقديم مطلقا وصححه غير واحد ورجحه في النهر ونقل عن الولوالجية أنه ظاهر الرواية. قلت: فكان هو المذهب.[50]

یعنی: اکثر مُتون وشُروح کے ہاں صدقۂ فطر مقدّم کرنا مطلقاً جائز ہے اور کئی فقہائے کرام نے اس کی تصحیح کی اور "صاحب نہر" نے اس کو ترجیح دے کر "فتاوی ولوالجیہ" سے نقل فرمایا کہ یہی "ظاہر الرّوایہ" ہے اور میں کہتا ہوں: یہی مذہبِ اَحناف ہے۔

اور تکرارِ واجب غیر مشروع ہے، اس بارے میں علامہ شامی علیہ الرّحمہ لکھتے ہیں:

الأصل إضافة الأحكام إلى أسبابها كما تقرّر في الأصول ولا

49۔ فتاویٰ فیض الرسول، زکوٰۃ کا بیان، باب صدقۂ فطر، 1/ 511۔

50۔ الدر المختار، كتاب الزكاة، باب صفة الفطر، 3/ 376.

یتکرّر الواجب إذا لم یتکرر سببُہ۔[51]

یعنی، ضابطہ یہ ہے کہ احکام کی نسبت ان کے اسباب کی طرف ہوتی ہے جیسا کہ کتبِ اُصول میں یہ بات ثابت ہے اور واجب مکرر نہیں ہوتا جب تک سبب مکرّر نہ ہو۔

اور اگر پہلے کم ادا کیا تو صدقہِ فطر واجب ہونے کے دن جو زیادہ رقم بن رہی ہے، اسے ادا کرنا لازم ہو گا کما یفتی فی باب الزکاۃ، اس بارے میں امام والا مقام امام احمد رضا خان حنفی، متوفّٰی: 1340ھ راقم ہیں:

جس دن تاریخ وقت پر آدمی صاحبِ نصاب ہُوا جب تک نصاب رہے وہی دن تاریخ وقت جب آئے گا اُسی منٹ حَولانِ حول ہو گا اس بیچ میں جو اور روپیہ ملے گا اُسے بھی اسی سال میں شامل کر لیا جائے گا اور اسی حولان کو اُس کا حولان مانا جائے گا اگرچہ اسے ملے ہوئے ابھی ایک ہی منٹ ہُوا، حولانِ حول کے بعد ادائے زکوٰۃ میں اصلاً تاخیر جائز نہیں، جتنی دیر لگائے گا گنہ گار ہو گا، ہاں! پیشگی (زکوٰۃ) دینے میں اِختیار ہے کہ بتدریج دیتا رہے، سال تمام پر حساب کرے، اس وقت جو واجب نکلے، اگر پُورا دے چکا بہتر اور کم ہو گیا ہے تو باقی فوراً اب دے اور زیادہ پہنچ گیا تو اُسے آئندہ سال میں مُجرا لے۔[52]

51۔ رد المحتار، کتاب الحج، 2/ 455.

52۔ فتاوی رضویہ، کتاب الزکوۃ، 10/ 202

چودھواں اِفادہ

تکرارِ زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہے

سال تمام ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دی گئی اور سال تمام پر مال کی زکوٰۃ کا حساب لگایا گیا تو اُس وقت جو زکوٰۃ بن رہی تھی، وہ پہلے دے چکا ہے تو دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے کہ ایک مرتبہ واجب زکوٰۃ ادا ہو چکی ہے بل کہ اگر پہلے زیادہ دے چکا ہے تو اسے سال آئندہ کی زکوٰۃ شمار کر سکتا ہے۔

چناں چہ امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہاں! پیشگی (زکوٰۃ) دینے میں اِختیار ہے کہ بتدریج دیتا رہے، سال تمام پر حساب کرے، اس وقت جو واجب نکلے، اگر پُورا دے چکا بہتر اور کم ہو گیا ہے تو باقی فوراً اب دے اور زیادہ پہنچ گیا تو اسے آئندہ سال میں مُجرا لے۔(53)

اللہ عزّوجلّ کی بارگاہِ عالی میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو فرائض، واجبات، سُنَن اور مستحبات کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین!!!

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ:	مُصدِّق:
مہتاب احمد قمر نعیمی	شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(المفتی: دار الإفتاء النّور)	(رئیس دار الحدیث ورئیس دار الإفتاء النّور)

53۔ فتاویٰ رضویہ، أیضاً۔

﴿مزید تصدیقات﴾

❁المفتی محمد جنید العطاری المدنی حفظه اللّٰه تعالٰی

دار الإفتاء

جمعیة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی

❁المفتی محمد شهزاد العطاری المدنی النّعیمی حفظه اللّٰه تعالٰی

دار الإفتاء

جمعیة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی

❁أبو ثوبان المفتی محمد کاشف مشتاق العطاری النّعیمی حفظه اللّٰه تعالٰی

دار الإفتاء

جمعیة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی

❁أبو آصف المفتی محمد کاشف المدنی النّعیمی حفظه اللّٰه تعالٰی

رئیس دار الإفتاء الهاشمیة. کراتشی

❁المفتی محمد قاسم القادری الأشرفی النّعیمی حفظه اللّٰه تعالٰی

شیش جراه ببلدة بریلی الشریفه

غوثیه دار الإفتاء کاشی فور اترا کنډ، الهند

❁المفتی عبدالرحمن القادری حفظہ اللہ تعالی

دارالإفتاء، غریب نواز

لمبی جامع مسجد، ملاوی وسطی، افریقہ

❁ابو حمزة المفتی محمد عمران المدنی النّعیمی حفظہ اللہ تعالی

دارالإفتاء الهادی، گارڈن ویسٹ، کراچی

❁المفتی محمد شکیل اختر القادری النّعیمی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث بمدرسة البنات مسلک اعلیٰ حضرت صدر صوفہ

ہبلی کرناٹک الهند

❁المفتی أبو أسید عبید رضا مدنی حفظہ اللہ تعالی

رئیس مرکزی دارالإفتاء اہلسنت،

عیسیٰ خیل، ضلع میانوالی

❁المفتی محمد سجاد عثمان النّعیمی حفظہ اللہ تعالی

دارالإفتاء الضیائیہ عظیم پلازہ کراچی۔

ماخذ ومراجع

١ . **القرآن الكريم.**

٢ . **البحر الرائق شرح كنز الدقائق** للعلّامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمّد المعروف بابن نجيم المصرى الحنفى (ت٩٧٠ھ)، مطبوعة:دار الكتاب الإسلامى ، بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨ھ-١٩٩٧م .

٣ . بہارِ شریعت لصدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی حنفی (متوفی:١٣٦٧ھ)، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، کراچی۔

٤ . المبسوط للامام شمس الائمه محمد بن أحمد سرخسى الحنفى (المتوفى ٤٨٣ھ) ، مطبوعة: دار المعرفة،بيروت،1414ھ-1993م.

٥ . **تحفة الفقهاء** للعلّامة علاء الدين السمرقندى الحنفى (ت٥٠٠ھ)، مطبوعة: دار لفكر ،الطبعة: ١٤٢٢ھ٢٠٠٢م.

٦ . **العطايا النبوية فى الفتاوىٰ الرضوية** للإمام أحمد رضا خان الحنفى (١٣٤٠ھ)، مطبوعة:رضا فاؤنڈيشن،لاهور

٧ . الهدايه للإمام برهان الدين المرغينانى الحنفى (ت:٥٩٣ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ ٢٠٠٠م.

٨ . **الفتاوى الهندية** للعلّامة نظام الدين الاحنفى المتوفى:١٠٩٢ھ، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ-١٩٧٣م

٩ . بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع لعلاء الدين لأبى بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: ٥٨٧ھـ)، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ھـ - ١٩٨٦م

١٠ . **تنوير الأبصار مع شرحه الدر المختار** للشيخ محمد بن عبدالله بن أحمد الغزى الحنفى التمرتاشى (ت١٠٠٤ھ) مطبوعة: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ-٢٠٠٢م.

١١ . **جد الممتار على الدر المختار** للإمام احمد رضا خان الحنفى (١٣٤٠ھ)، مطبوعة:مكتبة المدينة،كراتشى،الطبعة الثانية، ١٤٣٥ھ-٢٠١٣م.

١٢ . حاشية الطحطاوي على **مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح**، للإمام أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي (ت١٢٣١هـ) ،دار الكتب العلمية بيروت –لبنان،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.١٩٩٧م.

١٣ . مُسند الإمام أحمد بن حنبل لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني(المتوفى: ٢٤١هـ)، المحقق: شعيب الأرنؤوط، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ-٢٠٠١ م.

١٤ . **خلاصة الفتاوى** للعلّامة طاهر بن عبد الرشيد البخاري الحنفي (ت٥٤٢هـ)، مطبوعة:المكتبة الرشيدية،كوئتة

١٥ .**ردّ المحتار على الدرّ المختار** للعلّامة السيّد محمّد أمين إبن عابدين الحنفي (ت١٢٥٢هـ)،مطبوعة:دار المعرفة، بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٠ هـ-٢٠٠٠م

١٦ . **سُنَن أبي داؤد** للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني المتوفى:٢٧٥هـ، دارإبن حزم،بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

١٧ . **سُنَن النسائي** للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب ابن علي بن سنان النسائي (ت٣٠٣هـ) مكتب المطبوعاة الإسلامية، حلب، الطبعة ١٤٠٦هـ.١٩٨٦م.

١٨ . سُنَن الترمذي لمحمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، طبع: دار الكتب العلميه، بيروت، الطبعة: الأولى،١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م

١٩ . **صحيح البخاري** للإمام أبي عبد الله محمّد بن إسماعيل البُخاري (ت٢٥٦هـ)، مطبوعة:دارالكتب العلمية،بيروت،١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م .

٢٠ . عمدة القاري شرح صحيح البخاري للعلّامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني (ت٨٥٥هـ)، مطبوعة: دار الفكر، الطبعة الاولىٰ، ١٤١٨هـ-١٩٩٨م

٢١ . **غنية المتملّي في شرح منية المصلّي**(كبيري)، للشيخ إبراهيم الحلبي الحنفي (ت٩٥٦هـ) مطبوعة :مكتبة نعمانية كانسي روڈ كوئٹه.

٢٢. **فتح القدير** للمحقق على الإطلاق العلامة كمال الدين ابن الهمام حنفى(ت: ٨٦١هـ)، مطبوعة:دار الفكر.

٢٣.مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، للإمام حسن بن عمار بن على الشرنبلالى المصرى الحنفى (ت١٠٦٩) ، مطبوعة:دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ .١٩٩٥م.

٢٤۔ **مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح** حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، مطبوعہ: قادری پبلشرز، اردو بازار، لاہور

٢٥. **مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح** للعلّامة الشيخ على بن سُلطان محمد القارى (ت١٠١٤هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ١٤٢٢هـ – ٢٠٠١م.

٢٦. الجوهرة النيرة لأبي بكر بن علي بن محمد الحدادي العبادي الزَّبِيدِيّ اليمني الحنفي (المتوفى: ٨٠٠هـ)، الناشر: المطبعة الخيرية، الطبعة: الأولى،١٣٢٢هـ

٢٧. مشكاة المصابيح لمحمد بن عبد الله الخطيب العمري، لأبي عبد الله، ولي الدين، التبريزي (المتوفى: ٧٤١هـ)، الناشر: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى:٢٠٠٣م-١٤٢٤هـ.

٢٨. **البناية شرح الهداية** للعلّامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني (ت٨٥٥هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ٢٠٠٠م.

٢٩. **العناية شرح الهداية** للإمام أكمل الدين محمدبن محمد البابرتى الحنفى (ت:٧٨٦ هـ)، مطبوعة:دارالكتب العلمية،الطبعة الاولى، ١٤٢٨هـ٢٠٠٧م.

٣٠. فتاویٰ فیض الرسول لعلامہ جلال الدّین امجدی حنفی(ت: ١٤٢٢ھ)، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور۔

٣١. **مجمع الأنهر** للعلامة الفقيه شيخى زاده العيني (ت:١٠٧٨هـ)، مطبوعة:دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ .١٩٩٥م.

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارسِ حفظ وناظرہ (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں
جہاں قرآنِ پاک حفظ و ناظرہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

درسِ نظامی (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درسِ نظامی
کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

تخصّص فی الفقہ الإسلامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی تخصص فی الفقہ الاسلامی
کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالإفتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز
سے دارالإفتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مُقتدر علماء اہلسنّت کی
کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

کُتب لائبریری

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء کرام کے نادر و نایاب
مخطوطات، عربی و اردو کُتب مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔

روحانی پروگرام

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ہر اتوار عصر تا مغرب ختمِ قادریہ اور خصوصی دعا۔ تسکینِ روح اور
تقویتِ ایمان کے لئے شرکت کریں۔

النور اکیڈمی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت دینی و دنیاوی تعلیم کے حَسین امتزاج سے اپنے بچوں اور بچیوں کو مزین کریں۔
صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔

درسِ شفاء شریف

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت خواتین کے لئے ہر پیر و منگل صبح دس سے گیارہ بجے درس ہوتا ہے جس
میں شرکت کے لئے صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔